پوزیشن پیپر

پولیس آرڈر ۲۰۰۲: تنقیدی جائزہ اور آئینی بحث

دسمبر، ۲۰۱۵

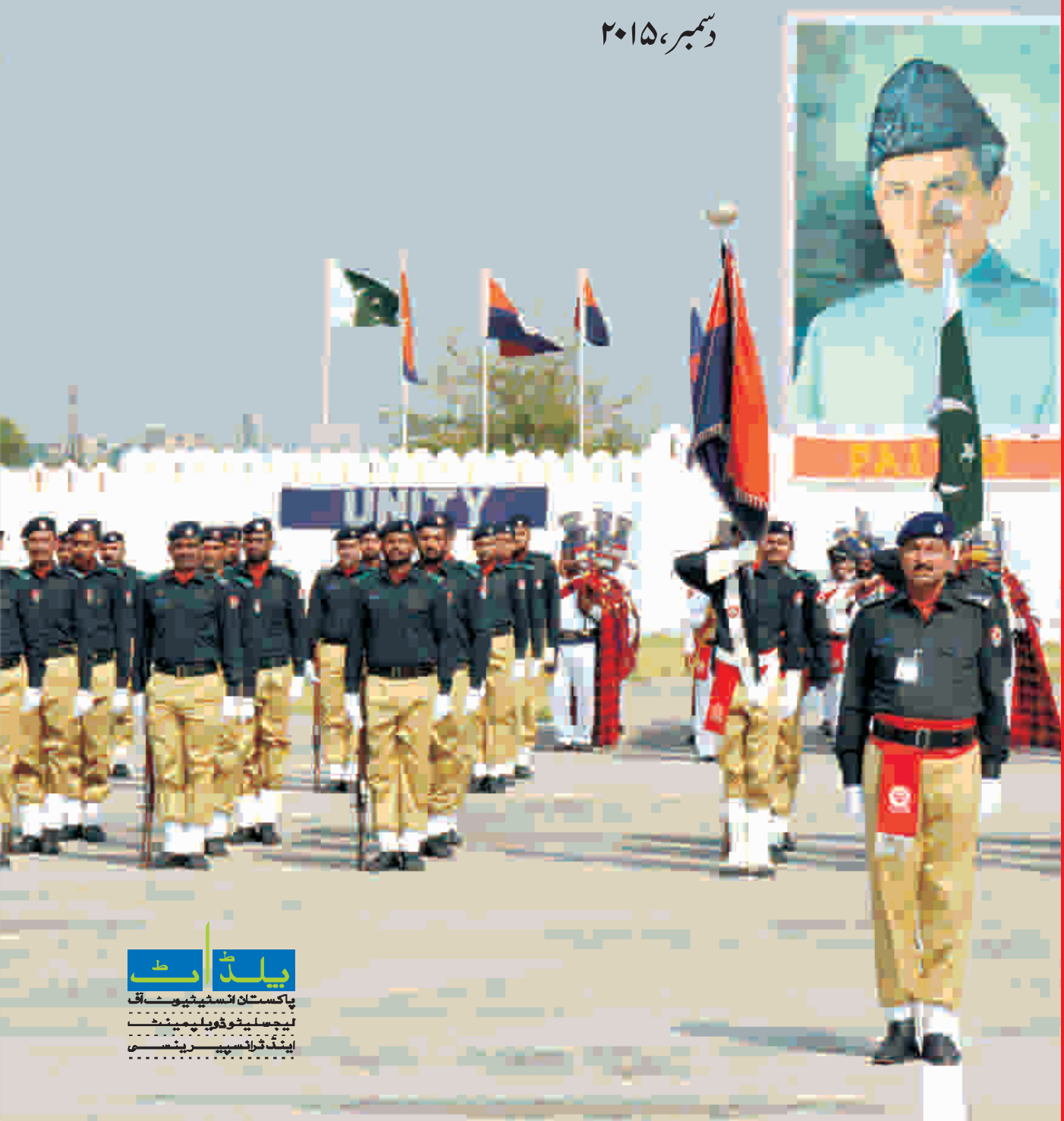

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

پوزیشن پیپر

پولیس آرڈر ۲۰۰۲: تنقیدی جائزہ اور آئینی بحث

دسمبر، ۲۰۱۵

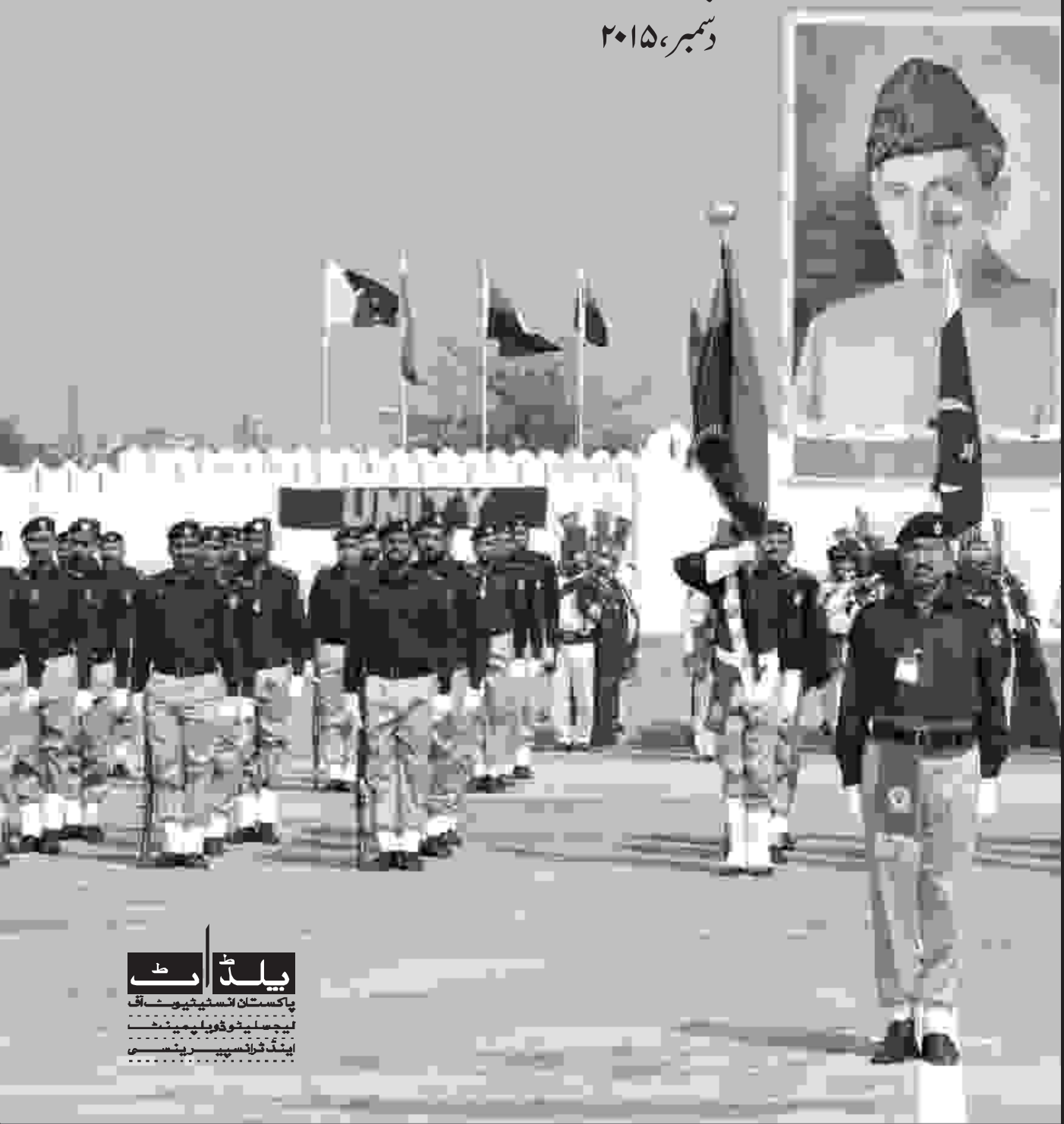

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

پلڈاٹ، ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا ایک تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے قانون اندراج تنظیم مصدرہ1860 (قانون نمبر 21 بابت1860) کے تحت، بلا منافع کام کرنے والے ایک ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ: پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں شائع کردہ

اشاعت: دسمبر 2015

آئی ایس بی این :978-969-558-572-2

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org **ویب:** www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ
مصنف کا تعارف

تعارف 11
پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کا جائزہ 11
خامیاں 11
عملدرآمد کی صورتحال 12
کمزور عملدرآمد کی وجوہات 12
- سٹیک ہولڈرز کے ساتھ روابط کا فقدان 12
- پولیس آرڈر ۲۰۰۲ میں ترامیم (۰۷-۲۰۰۴) 12
- ۱۸ویں آئینی ترمیم اور جمہوری پولیس اصلاحات کی راہ میں نئی رکاوٹ 13

پولیس کے انتظامی ڈھانچے میں قانون سازی کے حوالے سے وفاقی اور صوبائی مجالس قانون ساز کے اختیارات پر بحث: 14
مسودہ قانون برائے سندھ پولیس بل ۲۰۱۴: کچھ مفید تجاویز۔ 16
علاقائی اور بین الاقوامی تجربات 17
- بھارت 17
- انگلستان 17

قومی اسمبلی کے اراکین کیلئے سفارشات۔ اہم جمہوری دفعات پر عملدرآمد 19
- وسیع البنیاد بحث۔ 19
- اہم جمہوری دفعات پر عملدرآمد۔ 19
- آئی جی کا انتخاب اور مدت ملازمت۔ 19
- پولیس اسٹیبلشمنٹ بورڈ 19
- صوبائی فوجداری انصاف رابطہ کمیٹی (CJCC) 19
- آرٹیکل ۱۳-۱۵ اور ۱۷ میں ترمیم کرنا۔ 19
- آرٹیکل ۷۷ میں ترمیم کرنا۔ 19
- پولیس افسران کی ذمہ داری۔ 20
- آرٹیکل ۱۷۲ اور ۱۷۳ میں ترمیم۔ 20
- پولیس کمشنریٹ 20

پیش لفظ

پلڈاٹ نے پاکستان میں قومی اور صوبائی سطح پر پولیس، استغاثہ اور آزاد قانونی اعانت کے شعبوں میں اصلاحات کیلئے قانون سازی اور پالیسی وکالت کے میدان میں کوششوں کا آغاز کیا ہے۔ اس سلسلے میں پلڈاٹ نے ان شعبوں میں ماہرین مقرر کئے ہیں جو ان شعبوں میں اصلاحات کیلئے تجاویز اور ان تجاویز کو عملی طور پر نافذ کرنے کے طریقوں پر پوزیشن پیپر تیار کرینگے۔

زیرنظر تحریری رپورٹ کا مقصد وفاقی اور صوبائی مجالس قانون ساز کو پولیس کے شعبے میں قانون سازی کے اختیارات دینے پر حقیقت پر مبنی مقالہ پیش کرنا ہے۔ اس تحریری مقالے میں بین الاقوامی اور علاقائی فریم ورکس کی کیس سٹڈیز (Case studies) کا جائزہ لیا گیا ہے جس میں ان کی خامیوں اور خوبیوں کی نشاندہی کرنا، پاکستان میں پولیس آرڈر ۲۰۰۲ پر عملدرآمد کے حوالے سے درپیش مسائل پر روشنی ڈالنا اور قانونی ماہرین کی آراء پر مبنی پالیسی سفارشات پیش کرنا ہے۔

اظہار تشکر:

زیرنظر تحریری مقالہ یعنی پولیس آرڈر ۲۰۰۲: تنقیدی جائزہ اور آئینی بحث سابق سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس جناب محمد علی نیکوکارا نے تحریر کیا ہے، جسے پلڈاٹ نے پولیس، استغاثہ اور آزاد قانونی اعانت میں اصلاحات کے تحت شائع کیا ہے۔ اشاعت کیلئے ڈویلپمنٹ آلٹرنیٹوز انشورنس (DAI) این ہانسڈ ڈیموکریٹک اکاؤنٹیبلیٹی اینڈ سوک انگیجمنٹ (EDACE) پراجیکٹ کے تحت مدد دی گئی۔

اظہار برأت

اس مقالے میں تمام خیالات مصنف کی ذاتی آراء پر مبنی ہے اور پلڈاٹ اور ڈی اے ای کا بطور ادارہ ان آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

اسلام آباد،

دسمبر ۲۰۱۵

مصنف کا تعارف

جناب محمد علی نیکوکارا پاکستان کے شعبہ پولیس سے کم وبیش ۱۹ سال وابستہ رہے ہیں۔ اس دوران وہ انتہائی اہم عہدوں پر بھی فائز رہے۔ ان کی سب سے اہم ذمہ داریوں میں نے وزیراعلیٰ کے پرسنل سٹاف آفیسر اور انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب کے ساتھ خصوصی ڈیوٹی شامل ہے۔

جناب نیکوکارا نے پبلک ایڈمنسٹریشن میں ہارورڈ کینڈی سکول آف گورنمنٹ، امریکہ سے ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ جبکہ لندن سکول آف اکنامکس یونائیٹڈ کنگڈم سے کریمنل جسٹس پالیسی میں بھی ماسٹرز ڈگری حاصل کی۔

خلاصہ

زیرنظر پوزیشن پیپر میں پولیس آرڈر (جس کا بعد ازیں ''پی او ۲۰۰۲ (PO 2002)'' کے طور پر حوالہ دیا جائے گا) کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ محکمہ پولیس کو جمہوری انداز میں چلانے کے لئے پی او ۲۰۰۲ میں حسب ذیل دفعات شامل کی گئی ہیں؛ یعنی

- وفاقی، صوبائی اور ضلعی سیفٹی کمیشنز (Safty Commissions) کے ذریعے سویلین نگرانی (آرٹیکلز ۳۷ تا ۹۶)
- پولیس فورسز کے سربراہوں سمیت پولیس افسران کے تبادلوں میں سیاسی انتظامیہ کے کردار کو کم کرنا۔ (آرٹیکل ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵، اور ۱۷)
- سٹیزن پولیس لی ازن کمیٹیز (Citizen Police Liaisen Committees) کے ذریعے کمیونٹی پولسنگ (Community Policing) (آرٹیکل ۱۶۸)؛ اور
- پی او ۲۰۰۲ (PO 2002) میں پایا جانے والا نقص اداروں کی صوابدیدی اختیار کے کمزور انضباط اور سویلین نگران اداروں میں ناقص سیاسی توازن کے گرد گھومتا ہے۔

اس کیلئے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ چونکہ پولیس کے شعبہ میں جمہوری اصلاحات کے لئے اہم ڈیموکریٹک پولیس سٹرٹیجز (Democratic Police Strategies) پی او ۲۰۰۲ (PO 2002) میں شامل ہیں لیکن ان پر عمل درآمد نہ ہونے کے برابر ہیں، کیونکہ سیاسی انتظامیہ اور بار بار پیش آنے والی مشکلات اس راہ میں حائل ہیں۔ شعبہ پولیس میں جمہوری اصلاحات سیاسی انتظامیہ کا تعاون اور مدد درکار ہیں، اس کے ساتھ ساتھ سول سوسائٹی اور میڈیا کا تعاون بھی اس حوالے سے اہم ہے۔ کمزور عمل درآمد کی وجوہات میں حصہ داروں کی عدم دلچسپی، پی او ۲۰۰۲ میں بار بار ترامیم اور سب سے بڑھ کر اٹھارھویں ترمیم کے بعد پی او ۲۰۰۲ کی آئینی حیثیت شامل ہیں۔

اس کے بعد بحث کا رخ ان مسائل کی جانب بڑھتا ہے جو دستور (اٹھارھویں ترمیم) ایکٹ ۲۰۱۰، (اٹھارھویں ترمیم) کے بعد پی او ۲۰۰۲ کی آئینی حیثیت اور شعبہ پولیس کے معاملات پر وفاقی اور صوبائی مجالس قانون ساز کے اختیارات کے حوالے سے پیدا ہوئی۔ وہ لوگ جو صوبائی خودمختاری کی وکالت کرتے ہیں صوبائی خودمختاری کے مکلد یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد پی او ۲۰۰۲ کو منسوخ کرنے یا اس میں ترمیم کرنے کا مجاز ادارہ صوبائی اسمبلی ہوتا ہے۔ اس لئے بلوچستان

اور سندھ نے پی او ۲۰۰۲ کو منسوخ کر دیا ہے اور بدقسمتی سے ۱۹ ویں صدی کی مطلق العنان جبری اور استحصالی قانون پولیس ایکٹ ۱۸۶۱ کی جانب واپس لوٹے ہیں۔ اسلام آباد کیپٹل ٹیرٹری اور گلگت بلتستان اور آزاد جموں وکشمیر جیسے مخصوص علاقوں میں بھی پہلے کی طرح پولیس ایکٹ ۱۸۶۱ رائج ہے۔ جبکہ خیبر پختونخواہ اور پنجاب میں کچھ ترامیم کے ساتھ پی او ۲۰۰۲ رائج العمل ہے۔

پوزیشن پیپر پی او ۲۰۰۲ اور ڈرافٹ سندھ پولیس بل ۲۰۱۴ کا تقابلی جائزہ پیش کرتا ہے اور موخرالذکر میں شامل چند اہم دفعات پر روشنی ڈالتا ہے جو پی او ۲۰۰۲ میں

موجود نہیں ہیں، تقابلی جائزے کے بعد علاقائی اور بین الاقوامی تجربات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

اس تحریری مقالے کے اختتام پر پی او ۲۰۰۲ کے نفاذ سے آج تک اس کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور مشکلات کو مدنظر رکھ کر پی او ۲۰۰۲ میں ترمیم کیلئے سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پولیس کی استطاعت بڑھانے اور اس کے لئے بیرونی سپورٹ حاصل کرنے کے لئے بین الاقوامی اور علاقائی مثالوں کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔

تعارف

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ (پی او ۲۰۰۲) پولیس کے شعبہ میں متعارف کی گئی شاید سب سے زیادہ جدید جمہوری قانون سازی ہے، اس نے پولیس ایکٹ ۱۸۶۱ کی جگہ لی جس کا سب سے اہم مقصد یہ تھا کہ پولیس کے شعبہ میں اس طرز پر اصلاحات لائی جائیں کہ یہ آئین و قانون اور پاکستان کے لوگوں کی جمہوری امنگوں کے مطابق اپنے فرائض منصبی نبھا سکے۔ اس کا مقصد پولیس کو ایک ایسا ادارہ بنانا ہے جو پیشہ وارانہ صلاحیتوں کا مالک، خدمت کے جذبہ سے سرشار اور عوام کے سامنے جوابدہ ہو، یہ ایک ایسی پولیس سروس کے تصور پر مبنی تھا جو جرائم کی نشاندہی اور امن عامہ برقرار رکھنے میں موثر ہو۔

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کا تجزیہ

چیدہ نکات

پی او ۲۰۰۲ کے چیدہ چیدہ نکات حسب ذیل ہیں۔

۱) وفاقی، صوبائی اور ضلعی سیفٹی کمشنز کے ذریعے سویلین نگرانی (آرٹیکل ۳۷۔۹۶)

۲) پولیس فورسز کے سربراہوں سمیت پولیس افسران کے تبادلوں میں سیاسی انتظامیہ کے کردار کو کم کرنا۔ (آرٹیکلز ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵ اور ۱۷)

۳) سٹیزن پولیس لی ازن کمیٹیز (Citizen Police liaison Committee) کے ذریعے کمیونٹی پولیسنگ (آرٹیکل ۱۶۸)؛ اور

۴) پولیس کمپلینٹس اتھارٹیز (آرٹیکلز ۱۰۸۔۹۷) اور پبلک سیفٹی کمیشنز کے ذریعے بیرونی احتساب۔

اس میں مجسٹریٹ کو پولیس کے شعبے پر حاصل عمومی کنٹرول اور اختیار کو بھی ختم کر دیا گیا (آرٹیکل ۱۰ اور ۱۶) اس کے علاوہ فرائض کی ادائیگی اور اس میں خصوصی مہارت حاصل کرنے کے لئے پولیس کے شعبے کو مختلف برانچوں، ڈویژنوں، بیوروز اور سیکشنوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

نقائص

۱) پی او ۲۰۰۲ میں اتھارٹیز کی صوابدید اور کارکردگی کے انتظام اور انضباط کے حوالے سے خامی پائی جاتی ہے جس سے پولیس آرڈر ۲۰۰۲ پر عملدرآمد ہمیشہ متاثر رہا ہے۔ مثلاً ضلعی سطح پر پی او ۲۰۰۲ کے تحت تشکیل کردہ فوجداری انصاف رابطہ کمیٹیاں (CJCC) متعلقہ ڈسٹرکٹ اور سیشن ججز کے صوابدید پر کام کر رہی ہیں، لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ متعلقہ ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان اس کی نگرانی کرے۔

۲) آئی جی پی اور پولیس کی ضلعی کمانڈرز کے تبادلے اور تقرریاں بھی وسیع اندرونی مشاورت کی بنیاد پر کئے جائیں اور اس عمل کو مزید شفاف بنانے کے لئے اس کی تفصیلی جائزے کی بھی ضرورت ہے۔

۳) سول نگران اداروں کے سلیکشن پینلز پر بھی نظر ثانی کی بھی ضرورت ہے تاکہ سیاسی توازن میں بہتری لائی جا سکے۔

۴) پی او ۲۰۰۲ میں شہری پولیس کے طریقوں پر توجہ کا فقدان نظر آتا ہے؛ یعنی امن و امان کے حوالے سے کارکردگی کو موثر نہیں ہے، کراچی، لاہور، فیصل آباد اور راولپنڈی جیسے بڑے بڑے شہروں میں امن و امان کے حوالے سے کئی پیچیدہ مشکلات کا سامنا ہے۔ جن کے حل کیلئے پولیس کو مزید پیشہ ور اور موثر رہنے کی ضرورت ہے۔

عملدرآمد کی صورتحال

پی او ۲۰۰۲ کے کچھ حصوں پر عملدرآمد میں پیش رفت دیکھنے میں آئی ہے، مثلاً بڑے بڑے شہری مراکز میں تحقیقاتی ذمہ داریوں کو الگ کر دیا گیا ہے (آرٹیکل ۱۸)، ضلعی سطح پر سی جے سی سی (CJCC) تشکیل کر دی گئی ہیں جن کا کام جرائم کے مرتکب پولیس افسران کو سزائیں دینا ہے، تاہم پولیس کے شعبہ میں جمہوری اقدار متعارف کرانے کے لئے اہم کئی ڈھانچے مثلاً سیفٹی کمشنر، کمپلینٹ اتھارٹیز اور سٹیزن پولیس لی ازن کمیٹیز (Citizen Police Liasan Committees) یا تو سرے سے متعارف ہی نہیں کرائی گئی یا پھر جہاں پر قائم کی گئیں وہاں بھی پی او ۲۰۰۲ میں بار بار ترامیم کے ذریعے جان بوجھ کر پنپنے نہیں دیا گیا۔ انسپکٹر جنرل آف پولیس کے انتخاب اور مدت ملازمت کے حوالے سے احکامات پر عمل نہیں کیا گیا جس سے پولیس کی غیر جانبداری اور موثریت پر اثر پڑا۔

کمزور عملدرآمد کی وجوہات

پی او ۲۰۰۲ میں موثر عملدرآمد کی راہ میں رکاوٹ بننے والے حسب ذیل عوامل شامل ہیں۔

سٹیک ہولڈرز کے ساتھ رابطوں کا فقدان:

مقبول سیاسی جماعتیں اس معاملے میں سب سے اہم سٹیک ہولڈرز ہیں لیکن ان کے ساتھ پی او ۲۰۰۲ پر پوری طرح مشاورت نہیں کی گئی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیاسی جماعتوں نے پی او ۲۰۰۲ کو ایک فوجی آمر کی پیداوار قرار دیا، جو ایک غیر جمہوری انداز میں ان پر لاگو کیا گیا، اور اس طرح ان سیاسی جماعتوں نے اپنے آپ کو ایک خالص جمہوری دستاویز سے لاتعلق رکھا۔ اس سے شعبہ پولیس کے گورننس ڈھانچے پر وسیع سیاسی اور سوک مشاورت اور بنیادی اتفاق رائے کا فقدان نظر آتا ہے۔

اس قسم کی عدم دلچسپی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سیاست اور سماج کے اہم سطحوں پر ذمہ داری قبول نہیں کی جاتی، جس سے جمہوری پولیس اصلاحات اور گورننس سٹرکچر کیلئے عوامی پذیرائی حاصل کرنے میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔

۲) پی او ۲۰۰۲ میں ترامیم (۲۰۰۴-۰۷):

پی او ۲۰۰۲ میں ترمیمی آرڈیننس ۲۰۰۴ کے ذریعے بڑے پیمانے پر ترامیم کی گئیں، اور یہ کئی دفعہ نافذ کیا گیا، ترامیم سیاسی انتظامیہ کے اختیارات میں اضافہ کرنے کے لئے کی گئیں۔ ۳۱ جولائی ۲۰۰۹ کو دیئے گئے ایک فیصلہ میں سپریم کورٹ نے حکم دیا کہ عبوری آئینی آرڈر ۲۰۰۷ میں جن قوانین (Ordinances) کو تحفظ دیا گیا تھا ان کو قانونی حیثیت دینے کے لئے پارلیمنٹ میں پیش کیا جائے، لیکن پارلیمنٹ نے ترمیمی آرڈیننس ۲۰۰۴ کو بطور ایکٹ آف پارلیمنٹ منظور نہیں کیا، جس کی وجہ سے پی او ۲۰۰۲ اپنی اصل شکل میں بحال ہوا۔

۳) ۱۸ویں ترمیم اور جمہوری پولیس اصلاحات کی راہ میں حائل رکاوٹ:

اٹھارھویں ترمیم کے بعد پولیس قوانین کے آئینی سیاق وسباق میں تبدیلی آئی ہے اور صوبے اس بات کو قانونی طور پر درست سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی صوبائی حدود میں اپنے ہی پولیس قوانین نافذ کریں۔ کمزور عملدرآمد کے باوجود بھی پنجاب اور خیبر پختونخواہ نے پی او ۲۰۰۲ کم وبیش برقرار رکھا، جبکہ سندھ اور بلوچستان کی حکومتوں نے پولیس میں جمہوری اصلاحات لانے کے حوالے سے اپنی آئینی ذمہ داریوں سے انحراف کرتے ہوئے ۱۵۰ سالہ پرانے ظالمانہ نوآبادیاتی نظام میں واپس جانے کا فیصلہ کیا، اس حوالے سے سپریم کورٹ کا مشاہدہ حسب ذیل ہے۔

''پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کے معاملے میں بھی اس بات کی حوصلہ شکنی ہونی چاہئے کہ ۱۸ویں ترمیم کی منظوری کے بعد صوبہ سندھ اور صوبہ بلوچستان نے پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کو ترک کیا، اور وہ پولیس کے اس نظام کی طرف واپس لوٹے جو دراصل نوآبادیاتی دور کی عکاس ہے جہاں پولیس چھڑی کے زور پر ''مقامی شہریوں'' کو سیدھا رکھتے تھے''

سپریم کورٹ آف پاکستان نے اٹارنی جنرل کو ہدایات جاری کیں کہ وہ سندھ اور بلوچستان کی حکومتوں کو اپنے جوابات داخل کرنے کا حکم دے تاکہ مذکورہ صوبوں میں قائم پولیس ایکٹ ۱۸۶۱ کی آئینی حیثیت کا جائزہ لیا جاسکے، اس رپورٹ میں اس امر کو بیان کیا جائے گا کہ آیا ان پولیس قوانین میں سیاسی طور پر آزاد پولیس فورس کی تشکیل اور تنظیم کی کوئی گنجائش موجود ہے اور جس میں شہریوں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کی گنجائش موجود ہو۔

پولیس گورننس سٹرکچر پر وفاقی اور صوبائی مجالس قانون ساز کو حاصل اختیارات پر بحث:

۱۸ویں ترمیم میں کنکریٹ لسٹ (Concurreut List) کو منسوخ کر دیا گیا، جس کے بعد کنکریٹ لسٹ میں شامل معاملات جس میں پولیس اور امن وامان کے شعبے شامل ہیں، مکمل طور پر صوبائی اسمبلیوں کے موضوعات بن گئے ہیں اور ان موضوعات پر قانون سازی کا حق صرف اور صرف صوبائی اسمبلیوں کو حاصل ہے اس لئے وہ لوگ جو صوبائی خودمختاری کی وکالت کرتے ہیں، اس بات پر اسرار کرتے ہیں کہ پی او ۲۰۰۲ کو منسوخ کرنا یا اس میں ترمیم کرنا صوبائی اسمبلیوں کا اختیار ہے۔

آئینی پہلو: پولیس قوانین پر قانون سازی کے حوالے سے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو حاصل اختیارات:

جناب شاہد حامد (ماہرانہ قانونی رائے)

۱۸ویں آئینی ترمیمی ایکٹ ۲۰۱۰ کے ذریعے آئین میں شامل کئے گئے آرٹیکل (2) 270AA میں وضع کیا گیا ہے کہ ۱۹۹۹-۱۰-۱۲ اور ۲۰۰۳-۱۰-۳۱ کے درمیان منتظم اعلیٰ کے جاری کردہ احکامات اس وقت تک موثر رہیں گے جب تک ان میں مجاز ادارہ ترمیم نہ کرے۔ مجاز ادارہ سے مراد مناسب یا متعلقہ مقنّنہ ہے۔

آرٹیکل (B) ۱۴۲ میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ پارلیمان اور صوبائی اسمبلی دونوں کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ فوجداری قانون، فوجداری طریقہ کار اور شہادت کے کے حوالے سے قانون سازی کرے، آرٹیکل ۱۴۳ میں اس امر کی تصریح کی گئی ہے کہ پارلیمان کے منظور کردہ کسی قانون (Act of Parliament) اور صوبائی اسمبلیوں کے منظور کردہ کسی قانون (Act of a Provincial Assembly) میں تصادم کی صورت میں ایکٹ آف پارلیمنٹ ہی نافذ العمل رہے گا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا پی او ۲۰۰۲ فوجداری قانون یا فوجداری طریقہ کار کے زمرے میں آتا ہے۔ پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کی منسوخی یا اس میں ترمیم کے حوالے سے صوبائی اسمبلیوں کے منظور کردہ قوانین (Acts) کی آئینی حیثیت کا حتمی فیصلہ سپریم کورٹ ہی کرے گی، اگر سپریم کورٹ آخر کار اس نتیجے پر پہنچتی بھی ہے کہ پی او ۲۰۰۲ میں (جمہوری طور پر) شامل معاملات فوجداری قوانین یا فوجداری طریقہ کار کا حصہ ہیں، اور اسی بناء پر ان معاملات پر قانون سازی کا مجاز ادارہ/ مناسب مقنّنہ پارلیمنٹ ہے، تب بھی صوبائی اسمبلیاں آئین کے آرٹیکل (B) ۱۴۲ کے احکامات کے مطابق ایسی قوانین منظور کر سکتی ہیں، جو پی او ۲۰۰۲ میں وضع کردہ احکام سے متصادم نہ ہو۔

دوسری امکانی صورت حال یہ ہے کہ سپریم کورٹ پی او ۲۰۰۲ کے کچھ حصوں کو فوجداری قانون یا فوجداری طریقہ کار کے موضوعات قرار دے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو مذکورہ بالہ ابواب کی وضع کی گئی تصریحات پی او ۲۰۰۲ کا حصہ تصور ہوں گے جبکہ صوبائی اسمبلیوں کو آزادی حاصل ہوگی کہ وہ دیگر معاملات مثلاً پولیس کی تنظیم سازی، پولیس کے ضلعی سربراہان کی ذمہ داریوں، ڈسٹرکٹ پبلک اور سیفٹی کمیشنز کے حوالے سے وضع کردہ تصریحات وغیرہ میں ترمیم لائے۔

تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ ۱۸ ویں ترمیم میں کنکرنٹ لسٹ (Concurrent List) کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ دستور پاکستان ۱۹۷۳ کے آرٹیکل (B) ۱۴۲ میں بھی ترمیم کی ہے، جس سے پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں دونوں کو فوجداری قانون، فوجداری طریقہ کار اور شہادت'' پر قانون سازی کا اختیار حاصل ہو گیا ہے۔ عدالت عظمیٰ کی رائے یہ ہے کہ پی او ۲۰۰۲/ پولیس لا (PO 2002/Police Law) کا بنیادی تعلق

فوجداری قانون کے نفاذ سے ہے، لاہور ہائیکورٹ کے فیصلے کے مطابق:

ملک کا نظم ونسق تحریری آئین کے ذریعے چلایا جا رہا ہے، فوجداری قانون اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے چھٹے جدول (4th Sehedule) کے حصہ دوم میں کنکرنٹ لسٹ میں شامل ہے، پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کا تعلق بنیادی طور پر فوجداری قانون کے نفاذ اور پولیس کے معاملات چلانے سے ہیں لہٰذا اس کا تعلق واضح طور پر مذکورہ فہرست سے ہے''

آرٹیکل ۱۴۳ میں اس امر کو وضع کیا گیا ہے کہ وفاقی اور صوبائی قوانین میں تصادم کی صورت میں وفاقی قانون ہی نافذ العمل ہوگا، اس لئے بہت سے لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ دستور کے آرٹیکل (B) ۱۴۲ کے تحت پی او ۲۰۰۲ فوجداری قانون کے زمرے میں آتا ہے اور صوبائی اسمبلیاں پی او ۲۰۰۲ سے متصادم کوئی قانون منظور نہیں کر سکتی۔

۱۸ ویں ترمیم اس وجہ سے دستور کے آرٹیکل 270 AA(6) کے تناظر میں پی او ۲۰۰۲ کی دفعات کو منسوخ یا غیر موثر نہیں قرار دیتی، آرٹیکل 270AA(6) کے مطابق ۱۸ ویں ترمیم کے تحت کنکرنٹ لسٹ حذف کرنے کے باوجود مذکورہ فہرست میں شامل تمام معاملات (بشمول احکام) میں سے کسی معاملہ کے حوالے سے اٹھارھویں ترمیم کے آغاز سے قبل پاکستان میں رائج العمل کوئی قانون یا اس کا کوئی حصہ اس وقت تک نافذ العمل رہے گا جب تک مجاز ادارہ اس کو تبدیل، منسوخ نہ کرے یا اس میں ترمیم کرے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان حتمی طور پر اس بات کا تعین کرے گا کہ آیا ''مجاز ادارہ'' مکمل طور صوبائی اسمبلیاں ہونگی یا پارلیمنٹ ہوگا، اور یہ کہ صوبائی اسمبلیوں کو پی او ۲۰۰۲ سے غیر متصادم قوانین منظور کرنے کا جزوی اختیار حاصل ہے۔

چھٹے جدول میں شامل تمام ۳۰ قوانین میں صدر کی پیشگی منظوری کے بغیر ترمیم کا اختیار حاصل ہوا،
بیرسٹر ارم علی (رائے)

پولیس کے معاملات چلانے کے معاملے پر آئین (اٹھارھویں ترمیم) ایکٹ ۲۰۱۰ کی روشنی میں صوبائی، وفاقی بحث کو مختلف شعبوں میں بڑی توجہ حاصل ہوئی۔ ایک رائے کے مطابق کنکرنٹ لسٹ حذف کرنے کی وجہ سے پولیس کے معاملات پر قانون سازی کا اختیار ازخود صوبوں کو منتقل ہو چکا ہے۔ دستور کے آرٹیکل 270 AA(6) کے تناظر میں پی او ۲۰۰۲ اس وقت نافذ العمل رہے گا جب تک مجاز ادارے یعنی دستور کے آرٹیکل (B) ۱۴۲ کے تناظر میں پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلیاں اس کو تبدیل نہ کرے یا منسوخ کرے یا اس میں کوئی ترمیم نہ کرے۔ اٹھارھویں ترمیم کے تحت چھٹا شیڈول حذف کرنے کے نتیجے مذکورہ شیڈول میں انٹری نمبر ۳۵ پر پولیس آرڈر دستور سے حذف نہیں ہوا۔ اس سے مراد صرف یہ ہے کہ پارلیمنٹ کو صدر کی پیشگی منظوری کے بغیر چھٹے شیڈول میں شامل تمام ۳۰ قوانین میں ترامیم کا اختیار حاصل ہوگا۔

آرٹیکل ۱۴۲ کو آرٹیکل (B) ۱۴۳ کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وفاقی مقنّنہ کو کسی آئینی ترمیم سے بلا لحاظ اپنے بنیادی فرائض منصبی کی ادائیگی سے نہیں روکا جا سکتا۔

اس وقت خیبر پختونخواہ اور پنجاب میں پی او ۲۰۰۲ بطور قانون نافذ العمل ہے لیکن سندھ اور بلوچستان نے اسے منسوخ کر کے پولیس ایکٹ ۱۸۶۱ کو دوبارہ بحال کر دیا ہے، سپریم کورٹ نے سندھ اور بلوچستان کی حکومتوں اور اٹارنی جنرل کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اس حوالے سے اپنے تاثرات سپریم کورٹ میں جمع کرا دیں تا کہ سپریم کورٹ سندھ اور بلوچستان میں پی

او ۲۰۰۲ کی منسوخی کا جائزہ لے سکے۔

اس تشریح کے لحاظ سے صوبائی مجالس قانون ساز کو کچھ خاص شعبوں میں قانون سازی کا اختیار حاصل ہے لیکن پولیس کے وہ معاملات جن کا تعلق ریاستی سلامتی اور فوجداری معاملات (کنکرنٹ لسٹ میں مذکور ہیں) وفاقی قانون کے دائرہ میں آتے ہیں۔ پی او ۲۰۰۲ سے متعلق کوئی کسی بھی تنازع اور کسی بھی تضاد کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں صوبوں نے جو ترامیم کی ہیں یا جو قوانین منسوخ کئے ہیں ان کو کالعدم قرار دیا جائے اگر وہ وفاقی قانون سے متصادم ہوں۔ یہ مسئلہ پارلیمنٹ کی طرف سے قانون وضع کر کے حل کیا جا سکتا ہے یا پھر اس معاملہ پر پایا جانے والا ابہام سپریم کورٹ کے واضح احکامات کے ذریعے ہی دور ہو سکتا ہے۔

سندھ پولیس بل ۲۰۱۴ کا مسودہ: کچھ مفید تجاویز

جسٹس (ر) ناصر اسلم زاہد کی نگرانی میں لیگل ایڈ آفس کے اشتراک سے پاکستان فورم فار ڈیموکریٹک پولیسنگ (۔) نے مسودہ سندھ پولیس بل ۲۰۱۴ (The Draft Sindh Police Law) کا مسودہ تیار کیا ہے۔ اس کا مقصد پولیس ایکٹ ۱۸۶۱ کو منسوخ کرنا ہے، پولیس آرڈر ۲۰۰۲ اور مسودہ قانون برائے سندھ پولیس کے تقابلی جائزے سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ پی او ۲۰۰۲ کا ڈھانچہ پولیس کے معاملات کی بیرونی احتساب اور نگرانی کے لحاظ سے بہت واضح ہے لیکن اس کے برعکس مسودہ قانون برائے سندھ پولیس کے بارے میں چند مفید تجاویز پیش کی جا سکتی ہیں، جو پولیس میں ڈیموکریٹک پولیس اصلاحات لانے میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

۱) مسودہ قانون برائے سندھ پولیس کے دیباچہ میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ پولیس کو غیر سیاسی بنایا جائے۔

۲) مسودہ قانون برائے پولیس کے آرٹیکل ۱۲(۱) میں حکومت سے اس بات کا تقاضا کیا گیا ہے کہ کم از کم ۲۵۰ شہریوں کے حساب سے ایک کانسٹیبل تا کہ پولیس میں نفری کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔ مذکورہ تقاضا بین القوامی معیار کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے۔

۳) شہری علاقوں میں پولیس کے معاملات چلانے کے حوالے سے کچھ خاص ضروریات کو سامنے کے جواب میں آرٹیکل (۱)۷ میں تصریح کی گئی ہے کہ شہری علاقوں میں میٹروپولیٹن پولیس کا ایسا نظام قائم ہونا چاہئے جو اعلیٰ مہارت، مرکزیت، قانونی اختیارات اور ذمہ داری کی حامل ہو، کیونکہ میٹروپولیٹن علاقے گنجان آباد ہوتے ہیں وہاں قوانین بھی پیچیدہ ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مسائل بھی ہوتے ہیں۔ جن علاقوں میں میٹروپولیٹن پولیس کا نظام ہو وہاں پر کمشنر تمام یا اس ایکٹ یا مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ کے تحت حاصل کوئی بھی اختیارات یا دیگر قوانین کے تابع اختیارات جو حکومت کے وضع کردہ شرائط وضوابط کے تابع ہوں بروئے کار لا سکتا ہے۔ (آرٹیکل ۲(w)

۴) **خواتین:** مسودہ قانون برائے سندھ پولیس کے متقضیات کے مطابق (i) سندھ پولیس میں خواتین کی نمائندگی صوبہ بھر میں پولیس ملازمین کی کل تعداد کا کم از کم ۱۰ فیصد ہونا چاہئے۔ (ii) ہر تھانے میں مناسب سہولیات اور بچوں کی کفالت کی سہولت (iii) یکساں مواقع (iv) پولیس کے رینکس اور کیڈر میں ترقیوں اور تعیناتیوں میں جنسی غیر جانبداری کا برتاؤ (آرٹیکل ۱۲۰)(v) پولیس کے تربیتی اداروں میں خواتین پولیس افسران اور انسپکٹرز کی تعیناتی کے لئے خصوصی اقدامات (آرٹیکل (۵)۲۱) اور ان کے لئے دیگر سہولیات مثلاً ڈے کیئر رہائش، پک اینڈ ڈراپ اور بہتر ماحول فراہم کرنے کے لئے اقدامات۔ (آرٹیکل (۶)۱۲)

۵) اس میں حکومت سے یہ بھی تقاضا کیا گیا ہے کہ حکومت ہر علاقے کیلئے ایک جدید کنٹرول روم قائم کرے۔ جس میں کمیونیکیشن کی مناسب سہولیات موجود ہوں اور اس میں گشتی گاڑیوں کا یک Dedicated نیٹ ورک اور دیگر ضروری سہولیات میسر ہوں (آرٹیکل ۱۷)

۶) اس میں پولیس کی ساکھ بہتر بنانے کا بھی تقاضا کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ایک کمیونٹی آؤٹ ریچ آفیسر تعینات کرے گا، جس کا رینک اے ایس آئی سے کم نہ ہو گا جو کمیونٹی کے ساتھ رابطوں کا انتظام کرے گا، اور عوام تک رسائی کیلئے اعتماد بڑھانے کے اقدامات اٹھائے گا۔ (آرٹیکل ۱۲۱)

۷) مسودہ قانون برائے سندھ پولیس عوام کو یہ بھی حق دیتا ہے کہ وہ اس کی طرف سے درج کی گئی شکایات کی رسید وصول کرے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کی شکایت درج کی گئی ہے اس کے علاوہ یہ معلومات حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے کہ اس کی درج کی گئی شکایت پر پولیس ایکٹ یا تحقیقات کس مرحلے پر ہے۔

علاقائی اور بین القوامی تجربات

پولیس کے شعبے میں جمہوری اصلاحات لانے کے لئے ضروری ہے کہ علاقائی اور بین القوامی تجربات سے استفادہ کیا جائے۔

۱) **بھارت**

پنجاب پولیس ایکٹ ۲۰۰۷ (انڈیا ایکٹ) اور کیرالہ پولیس ایکٹ ۲۰۱۱ کیرالہ ایکٹ) ۵ پی او ۲۰۰۲ کا جائزہ لینے کیلئے معاون ثابت ہونگے، اسے پولیس میں تعیناتیوں کے حوالے سے فیصلہ سازی اور پولیس افسران کو تحفظ فراہم کرنے کا عمل بہتر ہوگا۔ موجودہ ماحول میں پولیس افسران انتہائی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔

(الف) خصوصی سیکورٹی زونز: انڈیا ایکٹ کے آرٹیکل ۳۳ میں انٹرنل سیکورٹی سکیم کا تقاضا کیا گیا ہے جبکہ مذکورہ ایکٹ کے آرٹیکل میں وضع کیا گیا ہے کہ حکومت حسب ضرورت خصوصی سیکورٹی زونز بنائے تاکہ عسکریت پسندی اور دہشتگردی کے مسائل کا مقابلہ کیا جاسکے۔

ب) پولیس اسٹیبلشمنٹ کمیٹی: انڈیا ایکٹ کا آرٹیکل ۳۲ میں پولیس۔ اسٹیبلشمنٹ کمیٹی کے قیام کا تقاضا کرتا ہے۔ تصریح کرتی ہے اس کمیٹی کا کام ڈپٹی سپرنٹنڈنٹس آف پولیس کے رینک افسران کی تعیناتیوں اور تبادلوں کے عمل میں شفاف اور وسیع البنیاد بنانا ہے۔

ج) کرپشن اور ٹارچر رپورٹ کرنا: کیرالہ ایکٹ کا آرٹیکل ۹۶ پولیس افسران کو اس بات کا پابند ٹھہراتا ہے کہ وہ کرپشن اور ٹارچر کو رپورٹ کریں۔

(د) اچھی نیت سے کی گئی کارروائی کا تحفظ:

(i) انڈیا ایکٹ کے آرٹیکل ۶۹ پولیس افسران کی ان کارروائیوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے جو اچھی نیت سے کی گئی ہوں اور پولیس افسر پر مقدمہ کرنے کے لئے حکام کی منظوری ضروری قرار دیتا ہے۔

(ii) کیرالہ ایکٹ کا آرٹیکل ۱۱۳ اچھی نیت سے کی گئی کارروائی کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ''حکومت یا کسی پولیس افسر کے خلاف یا کسی بھی پبلک سرونٹ، جیسے اس ایکٹ کے تحت باقاعدہ تعینات کیا گیا ہو یا اختیار دیا گیا ہو، کو اس ایکٹ کے تحت اپنی سرکاری فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے کسی ایسی کارروائی پر، جو انہوں نے اچھی نیت سے کی یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے خلاف کوئی مقدمہ یا کوئی قانونی

کارروائی نہیں کی جائے گی۔ کسی عدالت کو اس ایکٹ کے تحت سرزرد جرم اور کسی پولیس افسر کے خلاف مبینہ الزام پر حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر سماعت کا اختیار نہیں۔

(ہ) پولیس ایسوسی ایشنز: کیرالہ ایکٹ کے آرٹیکل ۱۰۹ پولیس ایسوسی ایشنز بنانے کی اجازت دیتا ہے۔

(۲) **انگلینڈ**

انگلینڈ میں ایسوسی ایشن آف چیف آف پولیس آفیسر (ACPO) نے پالیسی بنانے اور لابنگ (Lobbying) ادارے کا کردار اپنایا ہے اور اس نے ایک کل وقتی سیکرٹریٹ تعینات کیا ہے اور کئی پالیسی کمیٹیاں قائم کی ہیں۔ ان کمیٹیوں کی سربراہی کانسٹیبلز کرتے ہیں اور ان کا مقصد پولیس کے معاملات پر اجتماعی آواز بلند کرنا ہے، بدقسمتی سے پاکستان میں دیگر ترقی جمہوریتوں کی طرح ایسے معاملات میں اظہار رائے کی آزادی کو نظم وضبط کی خلاف ورزی سے تشبیح دی جاتی ہے، اور اسے تجارتی تنظیموں جیسی ایک سرگرمی سمجھتی جاتی ہے۔

قومی اسمبلی کے اراکین کیلئے سفارشات

(۱) پولیس کے گورننس ڈھانچے پر پولیس اصلاحات سے قبل **ایک وسیع البنیاد بحث** کی اشد ضرورت ہے، تمام سٹیک ہولڈرز جن میں سیاسی جماعتیں، پولیس اور دیگر فوجداری انصاف کے دیگر ادارے میڈیا اور سول سوسائٹی سے مشاورت کرنی چاہئے تاکہ پولیس کے گورننس ماڈل کیلئے عوامی ضروریات اور متعلقہ اداروں کی ضروریات کو سمجھا جا سکے۔

۲) پی او ۲۰۰۲ کی اہم جمہوری دفعات **پر فوری عمل درآمد کیا جائے اور فوری طور پر اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ یہ**

(i) **بائی پارٹیزن پبلک سیفٹی کمیشنز** پولیس کے معاملات کی سویلین نگرانی کرے گی۔

(ii) **پولیس کمپلینٹس اتھارٹیز** پولیس کے بیرونی احتسابی عمل کو مزید موثر بنائے گی۔

(iii) **سٹیزن پولیس لی ازن کمیٹی** پی او ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۱۶۸ کے مطابق CPLE قائم کرے گی۔ یہ امر اختیاری نہیں بلکہ لازمی ہوگا۔

۳) آئی جی کے انتخاب اور مدت ملازمت کے حوالے سے پی او ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۱۲ پر عملدرآمد کرنا تاکہ میرٹ کی بنیاد پر تعیناتی اور آئی جی کیلئے مناسب سپیس کا پیدا ہونا ممکن ہو سکے۔ اس سے آئی جی کی کارکردگی جانچنے میں مدد ملے گی اور محکمہ پولیس زیادہ موثر بنے گی اور ان کے احتساب کے عمل میں بھی بہتری آئے گی۔

۴) **پولیس اسٹیبلشمنٹ بورڈ کی تشکیل کیلئے پی او ۲۰۰۲ میں ترمیم کرنا:** اس بورڈ میں آئی جی پولیس کی اعانت کیلئے سینئر پولیس افسران شامل ہونگے جو آئی جی کو تعیناتیوں اور تبادلوں اور ڈپٹی اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آف سے نیچے کے رینک کے افسران کے تقرر، تبادلوں اور ترقیوں کے حوالے سے سفارشات پیش کرینگے۔

۵) **صوبائی فوجداری جسٹس رابطہ سیشن کمیٹی (CJCC):** صوبائی سطح پر CJCC کا قیام بھی ایک ضروری امر ہے، اس کمیٹی کا سربراہ متعلقہ ہائیکورٹ کا چیف جسٹس ہوگا۔ آئی جی پولیس، سیکرٹری محکمہ داخلہ، سیکرٹری قانون، سیکرٹری استغاثہ اور وائس چیئرمین پنجاب بار کونسل اس کے ممبران ہونگے۔ یہ صوبائی CJCC الف) ضلعی CJCC کی کارکردگی کا جائزہ لے گی۔

ب) قوانین اور پالیسیوں پر نظر ثانی کرے گی۔

(ج) فوجداری نظام انصاف اراکین میں رابطے کے فقدان کو کم کرنے کی کوشش کرکے (اس سلسلے میں وفاقی فوجداری جسٹس کمیٹی بھی قائم کی جا سکتی ہے جس کی سربراہی سپریم کورٹ کرے گی اور اگر سپریم کورٹ فیصلہ دیتی ہے کہ پولیس قوانین، بشمول پی او ۲۰۰۲ بھی وفاقی مقنّنہ کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔)

۶) آئی جی کو ریجنل سٹی اور ڈسٹرکٹ پولیس سربراہان کی تعیناتی کے حوالے سے بااختیار بنانے کے لئے پی او ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۱۷، ۱۵، ۱۳ میں ترمیم کرنا۔ اس سے پولیس کو اپنے کمانڈر کے ساتھ رابطے کو فروغ ملے گا، جس سے پولیس مزید موثر بنے گی۔

۷) سلیکشن پینل فار انڈیپنڈنٹ ممبرز آف دی پروفیشنل پبلک سیفٹی کمیشن کے ممبران کی نامزدگی کیلئے گورنر کی بجائے صوبائی اسمبلی کے قائد حزب اختلاف اور وزیراعلیٰ کو شامل کرنے کے لئے پی او ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۷۷ میں ترمیم کرنا۔ اس سے سلیکشن پینل مزید جمہوری طرز کا بن جائے گا اور اس کی وسعت بھی بڑھے گی۔ اس کے علاوہ ایسا پینل غیر جانبدار بھی ہوگا کیونکہ گورنر کا تعلق اکثر حکمران جماعت سے ہوتا ہے۔ اس طرح سلیکشن پینل

فار انڈیپنڈنٹ ممبرز آف دی نیشنل پبلک سیفٹی کمیشن کے لئے وزیراعظم کے نمائندے کی نامزدگی کیلئے صدر کی بجائے قائد حزب اختلاف کو شامل کرنے کے لئے پی او ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۸۹ میں ترمیم کرنا۔

۸) پولیس افسران کو کرپشن اور ٹارچر کے معاملات رپورٹ کرنے کے لئے پابند کرنے کے لئے پی او ۲۰۰۲ میں ترمیم کرنا۔

۹) فرائض نجام دیتے ہوئے پولیس افسران کی جانب سے اچھی نیت سے کی گئی کارروائیوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے پی او ۲۰۰۲ کے آرٹیکل ۱۷۲ اور آرٹیکل ۱۷۳ میں ترمیم کرنا۔ یہ پولیس کے مورال کو بہتر کرنے کے لئے ضروری ہے۔

۱۰) خصوصی سیکورٹی زونز کے قیام کیلئے پی او ۲۰۰۲ میں تیرمیم کرنا، تا کہ عسکریت پسندی اور دہشتگردی کے ناسور کا بہتر طریقے سے مقابلہ کیا جا سکے۔

۱۱) پولیس کمشنریٹ جس شکل میں بھارت اور بنگلہ دیش میں موجود ہے اسی شکل میں پاکستان میں بھی متعارف کرانا چاہئے۔ اس طرح پاکستان میں پولیس کمشنرز کو بھی انتظامی اور امن عامہ کے اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔ ان علاقوں میں جہاں میٹروپولیٹن پولیس نظام ہوگا وہاں کمشنر حکومت کے فیصلے کے مطابق امن عامہ کی صورت بہتر بنانے کے لئے مجسٹریٹ کے اختیارات استعمال کر سکیں۔

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

اسلام آباد آفس: پی، او، باکس 278، F-8، پوسٹل کوڈ: 44220، اسلام آباد، پاکستان
لاہور آفس: پی، او، باکس 11098، L.C.C.H.S، پوسٹل کوڈ: 54792، لاہور، پاکستان
ای میل: info@pildat.org ویب: www.pildat.org